سوانح عمری

۳۵۲

U 7405

متاعِ عمل

متہل مآب راج ولبھ۔ راج گرو شیخ طریقت حضرت
مولانا خواجہ متاع الدین عرف پیر موٹا میاں صاحب قبلہ
فریدی، چشتی، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ چشتیہ مانگرول شریف
کی

اخلاقی وعلمی وعملی زندگی پر ایک اجمالی نظر

از

بندۂ جانی محمد ساجد حسین دانشی سہسوانی

سابق لائبریرین مسلم یونیورسٹی ٹریننگ کالج وآل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس
ومترجم کانفرنس گزٹ علی گڑھ
وارد حال مقام ڈومس دارالامارت ریاست سچین
مضافات شہر سورت

تقدس مآب حضرت مولانا خواجہ متاع الدین عرف پیر موٹا میاں صاحب سجادہ نشین مانگرول



بنام آنکہ او نامے
بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

انتساب

تمام تعریفیں اُس ذات گرامی کیلئے ہیں جو تعینات سے مُبرّہ و منزّہ ہے جس نے نہ صرف میری کتاب ہستی کے منتشر اوراق کو مجتمع کیا ہے بلکہ اس تمام کارگاہ ہست و بود کو چشم زدن میں پیدا کیا ہے۔ جس نے سینوں کو دل اور دلوں کو درد و الم کی لذت بخشی ہے۔ اُس خداوند قدوس و تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے مطابق اپنے مربی و ولی نعمت ذرہ نواز بندہ پرور قدردان علوم و فنون مبارز الدولہ مظفر الملک نصرت جنگ اعلیٰ حضرت ہز ہائنس نواب سیدی محمد حیدر محمد یاقوت خان بہادر۔ فرمان روائے ممالک یاقوتی شہریار جنشیان۔ والیٔ دولت اسلامیہ ریاست سچین۔ خلد اللہ ملکہٗ۔ و ضاعف سلطنتہٗ۔ و دام اقبالہٗ کی فقیر نوازی اور غربا پروری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو
عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما

چونکہ اعلیٰ حضرت تصوف سے نہایت گہری دلچسپی اور عقیدت رکھتے ہیں اور ان ہی کے عہد سعدلت مہد میں یہ کتاب مرتب ہوئی ہے۔ اسلئے انکے نام نامی اسم گرامی سے اس کتاب کو منتسب کرتا ہوں۔ جسکی وہ مجھے بکمال نوازش و مسافر نوازی اجازت مرحمت فرما چکے ہیں۔ جنکے عدل و انصاف رعایا پروری و سخاوت کے سامنے نوشیروان اور حاتم کے واقعات داستان پارینہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اور جو ریاست و امارت و حکومت کے اہل ہیں۔ بقول حضرت حافظ

اے قبائے پادشاہی راست بر بالائے تو
زینت تاج و نگین از گوہر والائے تو

فقیر محمد ساجد حسین قریشی سہسوانی

هو الحکیم

۹۲۲ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سن ۱۹۷۰

رحمت پارسیت، رہِ مستقیم

حضرت پیر موٹا میاں صاحب فریدی چشتی

اثر خامۂ خطیب العلماء حضرت علامہ مولانا حکیم
قاری نذیر احمد صاحب نجندی قادری نقشبندی

تقدس مآب خواجہ سید متاع الدین المعروف، پیر موٹا میاں صاحب زید مجدہم العالی، دودمانِ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نورِ نظر، خاندانِ چشتیہ کے چشم و چراغ، چرخ تصوف کے ماہِ منور، اور آسمانِ شریعت و تبلیغ کے آفتابِ عالم تاب، خانقاہِ عالیہ انگول شریف ضلع سورت کے وہ نامور سجادہ نشین ہیں، جن کو، صوبۂ بمبئی کے حق میں نعمتِ غیر مترقبہ، ہندوؤں کے لئے اسلامی اوتار، پارسیوں کیواسطے دینی پیغامبر، اور مسلمانوں کی خاطر، سچا ہادی و پیشوا کہا جائے تو حق بجانب ہے۔

نیک، متقی، شریعت مطہرہ کے علم بردار، منہیاتِ شرعیہ سے سخت بیزار، تصوف کے دل دادہ، تبلیغ کے والہ و شیدا۔ وہ پیر روشن ضمیر جن کی اس نئی روشنی کے زمانہ میں، زمانہ کو سخت ضرورت، ذی علم، ذی فہم، خوش اخلاق، خوش کردار، خوش وضع، ملنسار، دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے بھی خیر خواہ، شہرۂ آفاق، ہر دل عزیز، مفصل حالات معلوم کرنے کیلئے یہ کتاب موجود، جس کا نام ہے، "متاعِ عمل" میں نے اس

کتاب ہی کو حرفاً حرفاً نہیں پڑھا "چشتیہ شعاع" کو ہی لفظاً لفظاً نہیں دیکھا،
اخبار خاتون، مین آپ کی سوانح پر ہی نظر نہیں ڈالی، بلکہ اس ذات خاص،
مجسم درس عمل، کا مطالعہ کرتے ہوئے، دس برس کامل گزر چکے، اسلئے
مین جو کچھ لکھ رہا ہون۔ وہ۔ ذاتی تجربہ، ذاتی تحقیق، اور ذاتی واقفیت کی
بنا پر، پیر صاحب اعلیٰ والیان ریاست ہند و ہسلمان سے لیکر، عام مسلمان
ہندو، پارسی، اور بھیل قوم تک کے پیر ہیں۔ اور لاکھوں نفوس آپکے حلقہ بگوش
و عقیدت مند،

یوں تو متعدد زبانوں پر آپ کو عبور ہے، بالخصوص گجراتی زبان کے
آپ بادشاہ ہیں اور اسی زبان میں آپ کی تصانیف راہنمائے خواص و
عوام۔

پیر صاحب کی خصوصیات کیلئے، مین اس سے زائد کیا کہوں کہ:۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد، خدائے بخشندہ

مین دست بدعا ہون کہ رب العزت آپ کو دولت فلاح دارین سے
مالا مال فرمائے۔ اور آپ کے وجود باوجود سے مخلوق کو بیش از بیش
فیض و فائدہ پہنچائے۔

نذیر احمد خجندی
۲۲ اگست ۱۹۳۴ء

لال باغ بمبئی نمبر ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

حضرت پیر صاحب قبلہ کے حسن و اخلاق سے متاثر ہو کر مین نے آپ کے واقعات زندگی مرتب کرنے کا ارادہ کیا۔ چونکہ حضرت پیر صاحب قبلہ کو ایک حد تک شہرت و نام و نمود سے نفرت ہے اور آپ کی ذات بھی محتاج تعارف نہیں اس لئے اپنے سوانح حیات کی ترتیب کی طرف خود آپنے کبھی کافی توجہ نہ کی۔ بعض اصحاب نے بغیر آپ کی تحریک کے خود اپنے ذاتی معلومات کی بنا پر گجراتی و انگریزی میں آپ کی سوانحعمریاں لکھی ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں "چشتیہ شعاع" کے نام سے اردو میں حضرت پیر صاحب قبلہ کے حالات کے متعلق نہایت مختصر کتاب ملک کے مشہور اہل قلم جناب مولانا حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی نقشبندی ایڈیٹر "گروسیوک" نے مرتب کی تھی۔ جس کے اب صرف چند نسخے باقی رہ گئے ہیں۔ حضرت پیر صاحب قبلہ کے اردو سوانح نگار کو ان ہی کتابوں سے کچھ امداد مل سکتی ہے۔ اس لئے مین نے بھی ان ہی کتابوں سے مدد لی۔

نہ تو مجھے تصنیف و تالیف کے متعلق زیادہ تجربہ ہے۔ نہ زیادہ علمی قابلیت۔ کتاب کے واسطے مواد بھی کافی فراہم نہ ہو سکا۔ تازہ وارد ہون گجراتی سے قطعی واقف نہیں۔ بعض جگہ عبارت بھی کمزور ہے۔ مسٹر ڈی۔ آر

کراکا۔ چیف اِسکاوٹ آرگنایزر گورنمنٹ سچین Mr. D. R. KARAKA
CHIEF SCOUT ARGANIZOR GoVT C'CHAIN

اور جناب محمد اسمعیل صاحب پٹیل سیر منشی پنشن خوار سرکار سچین کی قیمتی امداد کا تہ دل سے شکر گزار ہون۔ یہ دونوں صاحب مجھے حضرت پیر صاحب قبلہ کی گجراتی سوانح عمری پڑھ کر سناتے رہے۔ جسمیں سے بعض واقعات اس کتاب کے اخیر حصہ میں درج کئے گئے ہیں۔

یہ مختصر کتاب سوانح عمری کی حیثیت نہیں رکھتی۔ صرف حضرت صاحب قبلہ کی اخلاقی و علمی و عملی زندگی کو روشنی مں لانا مقصود ہے تاکہ ہمارے اُردو جاننے والے بھائی بھی آپ کی زندگی کے روشن پہلو کو بخوبی دیکھ سکیں اور آپ کے درویشانہ اخلاق سے مستفیض ہو سکیں۔ عمل کی قدر و قیمت اُن کے دلوں میں پیدا ہو۔ پدرم سلطان بود کے زعم باطل کو چھوڑ کر کام کرنا شروع کریں اور کام کرنے والوں کی قدر کریں۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ہم سب کو عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

فقیر محمد ساجد حسین دانشی سہسوانی
وارد حال دارالامارت ڈوُمس
(ریاست سچین) مضافات شہر سورت

ڈومس (سلطان آباد)

۵ ار مئی ۱۹۳۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر کہ راجاوید باید جنت الماوی بہشت
دایما با صدق خواند شجرۂ پیران چشت

متاع عمل

یعنی تقدس مآب راج ولبھ راج گرو شیخ طریقت حضرت مولانا متاع الدین صاحب قبلہ
عرف پیر موٹا میاں۔ سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ
مانگرول شریف کی عملی زندگی پر ایک اجمالی نظر

نام۔ مولد۔ حلیہ۔ لباس وغیرہ اصلی نام متاع الدین ہے۔ پیر موٹا میاں کے نام سے مشہور ہیں۔ موٹا گجراتی زبان میں بزرگ کو کہتے ہیں۔ اسلئے یہ لفظ (موٹا) آپکے اسم گرامی کا ایک جزو ہے۔ مہاراجہ صاحب بہادر بڑودہ نے آپکو "راج ولبھ مولانا" اور اعلیٰ حضرت ہز ہائنس نواب صاحب بہادر سچین نے آپکو "راج گرو شیخ طریقت" کا خطاب مرحمت فرمایا ہے۔ اسلئے آپکا پورا نام سرکاری وغیر سرکاری کاغذات میں اسطرح لکھا جاتا ہے۔ "تقدس مآب راج ولبھ راج گرو شیخ طریقت سیدنا و مولانا خواجہ متاع الدین عرف پیر موٹا میاں صاحب" سال ولادت ۱۸۸۲ء ہے۔ جائے پیدایش قصبہ کڈی واقع ریاست بڑودہ۔ قد میانہ۔ ریش مبارک نہایت لمبی۔ رنگ سانولا جسم دبلا۔ ہندوستان کے مشایخ و علما جو لباس عام طور پر استعمال کرتے ہیں تقریباً آپ بھی ویسا ہی لباس پہنتے ہیں۔ اعلیٰ انگریزی تعلیم کالجوں کی زندگی۔ انگریزی سوسائٹی اور

ہر قسم کا آرام و آسایش اور دُنیوی اعزاز حاصل ہونے کے باوجود آپنے وضع و لباس اور طرز معاشرت میں جو حیرت خیز سادگی اختیار کی ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اور طالب کے لئے درس عبرت۔ آپ کا اخلاق۔ تواضع اور درویشانہ منکسر مزاجی آپ کے بزرگ اور واجب التعظیم اسلاف کی یاد کو دلوں میں تازہ کرتی ہے۔ آپ کے پدر بزرگوار حضرت پیر قیام الدین صاحبؒ مرحوم مغفور نہایت نیک طینت عاجزی پسند اور ہر دل عزیز بزرگ تھے۔ مختصر خاندانی حالات درج ذیل ہیں۔

مختصر خاندانی حالات

آپ کو حضرت باباشیخ فرید الدینؒ گنج شکر کی اولاد میں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اسلامی دنیا میں شاید ہی کوئی شخص حضرت باباشیخ فرید الدین صاحب گنج شکرؒ کے اسم گرامی سے ناواقف ہو۔ آپ کے کارنامے پیران چشت کی تاریخوں اور ملفوظات میں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اور اُس بلند مرتبہ کا جو آپ کو بزرگان چشت میں حاصل ہے اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک پاک پٹن (پنجاب) میں ہے بیشمار زایرین ہر زمانہ خصوصاً عرس کے موقع پر حاضر ہوتے ہیں۔ مزار پرانوار کے قریب ایک دروازہ ہے جسے جنتی دروازہ کہتے ہیں۔ شہرت ہے کہ اِس دروازہ سے گذرنے والے جنتی ہونگے۔ ہندالولی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری اور انکے خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ۔ دونوں بزرگوں نے آپکو ولایت عطا فرمائی اسلئے آپ ان بزرگوں کے سچے اور صحیح قایم مقام تھے۔

حضرت باباصاحبؒ کی اولاد سے کچھ بزرگ نواح گجرات میں تشریف لائے اور

اس علاقہ کی سب سے بڑی چشتیہ خانقاہ بمقام مانگرول قایم کی۔ اس خانقاہ یا گدی کے سجادگان میں بڑے بڑے صاحب نسبت بزرگ گذرے ہیں۔ بخوف طوالت یہاں اُن کا صرف نام ہی درج کیا جاسکے گا۔ حضرت معین الدین صاحبؒ عرف پیر موٹامیاں اول۔ حضرتؒ پیر دادامیاں صاحبؒ۔ حضرتؒ پیر موٹامیاں ثانی۔ حضرتؒ پیر قیام الدین صاحب ثانی۔ موٹامیاں صاحب ثالث۔ حضرت پیر سناع الدین صاحب قبلہ موجودہ سجادہ نشین۔ بیشمار کشف وکرامات ان بزرگونکی مشہور ہیں اور ہر مذہب وملت کے لوگ ان بزرگوں اوراس خانقاہ کا یکساں احترام کرتے ہیں۔

مختصر حالات قصبہ مانگرول شریف

قصبہ مانگرول جہاں چشتیہ خاندان کی یہ سب سے بڑی گدی اس علاقہ کی ہے۔ شہر سورت اور بھڑوچ کے درمیان کوسمبا جھکوا ریلوے لاین پر ریاست بڑودہ احاطہ بمبئی میں واقع ہے۔ صرف خانقاہ شریف کی عظمت کی وجہ سے مہاراجہ بہادر ریاست بڑودہ نے دو تحصیلوں ویلاچھا اور وانکل کے بجائے۔ اسی مقام کو ہیڈکوارٹر مقرر کیا ہے اور کئی لاکھ روپئے کے صرف سے سرکاری عمارات کی بنا ڈالی گئی۔

تعلیم وتربیت

حضرت پیر صاحب قبلہ کے حسن واخلاق سے پایا جاتا ہے کہ آپ کے محترم والد صاحب نے آپکی تعلیم وتربیت کا انتظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا تھا۔ جس سے آپکے قوائے ذہنی ودماغی کو صحیح نشوونما حاصل ہوا۔ ذہانت اگر کسی دوسری طرف منتقل ہوجائے تو بعض اوقات بہت خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ لیکن آپنے کبھی قوائے عقلی وذہنی سے غلط کام نہیں لیا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معلم فطرت ہی نے آپکو انکا صحیح استعمال سکھایا تھا۔

ابتدائی تعلیم گھر پر ہی رہ کر حاصل کی۔ اور تعلیم انگریزی کالج میں۔ جو آپکو اپنے محترم والد صاحب کے انتقال کی وجہ سے چھوڑنا پڑی۔ جلد ابتدائی مذہبی تعلیم ختم کرکے بی۔ اے تک انگریزی پڑھی۔ اپنی مادری زبان اُردو کے علاوہ سنسکرت ہندی۔ گجراتی۔ فارسی و عربی زبانوں میں کافی مہارت۔ مختلف مذاہب کا مطالعہ کرکے انہیں خاصی معلومات اور فنون لطیفہ و موسیقی وغیرہ سے بخوبی واقفیت حاصل کی۔ اس عرصہ میں روحانی تعلیم سے بھی غافل نہ رہے۔ چلہ کشی اور دوسری عبادتوں وریاضتوں میں برابر مصروف رہتے تھے۔

سلسلہ ملازمت

افسوس کہ ۱۹۰۶ء میں آپ اپنے والد بزرگوار کے انتقال کیوجہ سے مجبوراً تعلیم ملتوی کرکے وطن تشریف لائے آپکے قیام وطن کے تھوڑے ہی عرصہ بعد قصبہ کڈی کے قاضی صاحب کا (قصبہ کڈی آپ کا مولد ہے) انتقال ہوگیا اور آپ اُنکی جگہ وہاں کے قاضی مقرر ہوئے۔ اس کے بعد آپ ریاست بڑودہ میں ملازم ہوئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد عرش آشیان ہز ہائنس نواب صاحب سچین کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور اُنہوں نے ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بڑودہ کی رضامندی حاصل کرنے کے بعد آپ کی خدمات اپنی ریاست میں منتقل کرالیں۔ اور یہاں آپ یکے بعد دیگر۔ جج حضور اسسٹنٹ۔ اور نائب دیوان کے مناصب جلیلہ پر سرفراز رہے۔ اور ہمیشہ اپنے تبحر علمی و صفات ذاتی کی وجہ سے ہز ہائنس نواب صاحب اور ارکان ریاست میں ہردل عزیزی حاصل کی۔

سجادہ نشینی

۱۹۱۵ء میں حضرت پیر بڑا میاں صاحبؒ سجادہ نشین سابق خانقاہ شریف آپکے تایا کا وصال ہوا۔ اور آپ اُنکے بجائے عقیدت مندونکے بہت بڑے مجمع کی موجودگی میں باقاعدہ خانقاہ شریف کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ اس سے پہلے آپ کو حضرت پیر بڑا میاں صاحبؒ اپنی زندگی میں سلسلہ کے متعلق تعلیم وہدایات اور خرقہ شریف سے سرفراز فرما چکے تھے۔ جسکے یہ معنی ہیں کہ پہلے ہی سے حضرت صاحبؒ نے آپکو اس جگہ کیلئے حق بحقدار کے مصداق منتخب فرما لیا تھا۔

ترک وزارت

قدرت آپ سے خدمت اسلام کا کام لیا چاہتی تھی۔ اسلئے آپنے وزارت وامارتِ دنیا ترک فرمائی۔ وطن میں قیام کیا اور مخلوق کی خدمت کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ اس زبردست واہم تبدیلی کی وجہ سے زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

ترک وزارت کا سبب

ایک روز جبکہ ہزاروں معتقد جمع تھے۔ نہایت فصیح وبلیغ اور باا ثر تقریر کرتے ہوئے آپنے فرمایا کہ عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں اور کثرت کار کی وجہ سے خلق اللہ کی خدمت کا موقع نہ ملتا تھا اس سبب سے آپ اپنے عہدۂ وزارت سے سبکدوش ہوگئے۔ اس تقریر کا اقتباس درج ذیل ہے۔

"حضرات! میں اسوقت ایک ضروری امر کے متعلق آپسے کچھ کہنا چاہتا ہوں غالباً آپکو معلوم ہے کہ میں ریاست سچین کے عہدۂ وزارت سے سبکدوش ہوچکا ہوں اس سے بھی آپ لوگ بے خبر نہیں ہیں کہ میں بڑے سے بڑے عہدوں پر مامور رہا اور

ہر ممکن عیش و آرام اور دنیوی اعزاز نواب صاحب کے خوش ہونیکی وجہ سے مہیا تھا۔ لیکن دنیاوی حکام کی خدمت سے بری ہو کر اب خدا کی ملازمت اور اخروی مسرت کا متمنی ہوں"۔

اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپنے لوگوں کو بتایا کہ فقر کیا چیز ہے اور قناعت و توکل کے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرمایا۔

"فقر ایک بہترین مادۂ عمل ہے۔ اسکو اس طریقے پر کاربند ہو کر ہرگز بدنام نہ کرنا چاہیئے۔ فقر کے معنی یہ نہیں ہیں کہ کوئی شخص متعلقین سے قطع تعلق کرکے اور بزدل ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ کی گھاٹی میں بیکار و بے فائدہ سکونت اختیار کرکے بیٹھ رہے خدا۔ اسکے دین۔ اور مخلوق کی خلوص کے ساتھ خدمت۔ دنیا کی پست اور ذلیل خواہشات کو ترک کرکے خدا کی عبادت۔ بس اسی کا نام فقر ہے اور اسی کو سچی بندگی کہتے ہیں اور یہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مسلک تھا۔ ترک ملازمت کی وجہ سے میرے اور میرے کنبے کی بسر اوقات کیلئے بعض احباب متردد ہیں۔ لیکن اُن کا یہ تردد بیجا ہے۔ کیونکہ روزی کا دینے والا۔ جب وہی ایک حقیقی رزاق ہے تو ایسے کمزور خیالات کو دل میں جگہ دینا ضعف ایمان نہیں تو اور کیا ہے۔ جس شخص کو اُس کی رزاقیت پر پورا بھروسا اور کامل ایمان ہے۔ وہ ایسے خیالات کو پاس نہیں پھٹکنے دیتا"۔

اِن پاکیزہ خدمات اور لطیف خیالات کو معلوم کرنیکے بعد ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت پیر صاحب قبلہ نے وزارت سے مستعفی ہو کر کس قسم کے زبردست ایثار کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

احکم الحاکمین کی ملازمت

خداوند عالم کی سلک ملازمت میں آنے کے بعد آپکی زندگی کا وہ نیا دور شروع ہوا۔ جو بفضلہ اب تک ہر طریقے سے کامیاب رہا اور انشاء اللہ آئندہ اس سے بھی زیادہ کامیاب رہیگا۔ حضرت پیر صاحب قبلہ نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ "انھوں نے یہ تمام کام خلوص کے ساتھ محض اپنے مالک حقیقی کی رضامندی کے خیال سے انجام دئے ہیں" اور یہ کہ "انکو اس بات کا کامل یقین ہے کہ جب کوئی انسان نیکی کرتا ہے تو اسکو وہ خلاقِ عالم دینوی اجرت سے کئی گنا زیادہ معاوضہ دیتا ہے۔ مگر ہمکو اپنا فرض کسی معاوضہ یا انعام کے لالچ سے انجام نہیں دینا چاہئے"۔ خدا کی خدمت کیا ہے۔ اسکو بھی انھوں نے اپنی تقریر میں واضح کردیا ہے۔ "کہ خلوص کیساتھ مخلوق کی خدمت اور پست و ذلیل دنیاوی خواہشات کو ٹھکرا کر سچائی کے ساتھ خدا کی عبادت کا نام خدا کی ملازمت و خدمت ہے۔ غرض کہ اس پر یقین رکھتے ہوئے حضرت پیر صاحب قبلہ نے اُس سرگرمی "جوش عمل" اور خلوص سے کام لیکر جو فطرتاً خلاقِ عالم کی طرف سے آپکو ودیعت ہوا ہے۔ اپنے سچے مالک کی بھی نہایت اہم اور شاندار خدمات انجام دیں۔ اسلئے مالک حقیقی نے بھی اِن خدمات کا اسقدر بہتر صلہ عطا فرمایا۔ جو اسکی شایان شان اور کسی بڑی سے بڑی دنیاوی طاقت کے زیر اثر ناممکن تھا۔

انعامات خداوندی

دینوی حکام کی خوشنودی مزاج کی وجہ سے آپکو انکی محدود طاقت کے اندر اگر کوئی عارضی حکومت حاصل ہوئی تو اُس مالک حقیقی۔ خداوند عالم۔ احکم الحاکمین کی رضامندی کے سبب

اسکی سلطنت کے اندر دنیائے دل کی وہ لازوال وغیر فانی حکومت و دولت حاصل ہوئی جو ابدی مسرت و راحت کا سرچشمہ ہے۔

اس وقت آپ تقریباً تین لاکھ دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ آپکے مریدوں اور معتقدوں میں علاوہ مسلمانوں کے مذہب و ملت اور ہر مرتبہ وحیثیت اور ہر ملک و قوم کے لوگ۔ ہندو۔ پارسی۔ عیسائی۔ غریب و امیر وغیرہ شامل ہیں یہ سب لوگ آپکی یکساں عزت کرتے ہیں۔ اور آپ بھی انکی صحیح ہمدردی رہنمائی کا جذبہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔

باقی جتنے عالم ہیں وہ سب عالم قلب کے ماتحت ہیں۔ بالفاظ دیگر۔ قلب کی بادشاہت حاصل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ علاوہ اس کے دین و دنیا کی حکومت کی کنجی بھی اس حکومت کے ساتھ ملجاتی ہے۔ اس طرح سے اُس حاکم حقیقی نے باطنی حکومت وعزت کے ساتھ ظاہری یعنی دنیوی حکومت وعزت و ثروت بھی عطا فرمائی۔ جو کسی قدر تفصیل سے درج کی جاتی ہے۔

حلقہ امرا و رؤسا میں آپکی عزت

لوگوں کا خیال ہے کہ وطن کے اندر وقعت وعزت حاصل ہونا مشکل اور دوسری جگہ عزت پانا آسان ہے۔ حضرت پیر صاحب قبلہ کو خاص اپنے وطن کے اندر ہی عزت وعظمت حاصل ہے۔ آپ کا وطن قصبہ کڈی علاقہ مانگرول ریاست بڑودہ میں ہے۔ مہاراجہ صاحب بہادر بڑودہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً خاص کرامات کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ صرف خانقاہ شریف کی عظمت کے خیال سے مہاراجہ بہادر نے ویلاچھا اور وانکل دو تحصیلوں کو ایک کرکے مانگرول شریف کو ہیڈ کوارٹر قرار دیا۔ اور پانچ چھ لاکھ روپئے کے صرف سے ریاست کی

سرکاری عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ آپ ریاست بڑودہ کے اندر دیوانی و فوجداری عدالتوں کی حاضری اور قانون اسلحہ سے مستثنیٰ ہیں اگر ضرورت ہو تو عدالت خود حاضر ہو کر معاملات کی تکمیل کرتی ہے۔ آپکو خانگی چپراسیں رکھنے کا بھی اختیار ہے۔ ریاست کے اندر سفر کی حالت میں گاؤں کے سرکاری ملازم سہولتیں بہم پہنچانے کے ذمہ دار ہیں۔ ریاست کے مکانات آپ کے قیام کیلئے دیتے جاتے ہیں۔ بڑودہ گزٹ میں مہاراجہ بہادر کے حکم سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ تمام حکام و رعایا خط وکتابت نیز دوسرے کاغذات میں پیر صاحب کا نام نامی "خواجہ متاع الدین عرف سیدنا و مولانا پیر سوٹا میاں صاحب سجادہ نشین چشتیہ گدی مانگرول" تحریر کریں۔ ۴۴ر مارچ ۱۹۳۱ء کے دربار میں مہاراجہ بہادر نے بر سر دربار حضرت پیر صاحب قبلہ کو "مولانا" کا خطاب دیئے جانے کا اعلان کیا۔ اور حضرت پیر صاحب قبلہ نے کچھ شیرینی بطور تبرک اور ایک مالا (تسبیح) مہاراجہ بہادر کو دعائیہ کلمات کے ساتھ عنایت کی۔ فرماں روائے موصوف نے حضرت صاحب قبلہ کی خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔ "پیر سوٹا میاں صاحب لوگوں کو بہترین اخلاق سکھاتے ہیں۔ اور ہندو مسلمان دونوں کی نظر میں مقدس مانے جاتے ہیں"۔ ہندوستان کے تمام والیان ملک میں مہاراجہ بڑودہ امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ مدبر۔ قابل اور مردم شناس فرماں روا ہیں اُن کے یہ الفاظ اس حقیقت کو کہ حضرت پیر صاحب قبلہ کے حسن و اخلاق سے وہ کسقدر متاثر ہیں بے نقاب کرتے ہیں۔

علماء وفضلا۔ لیڈران قوم اور ایڈیٹران اخبارات ورسائل کے طبقہ میں آپ کا احترام

مہاراجہ صاحب بڑودہ کے علاوہ دوسرے والیان ملک۔ روسا و امرا حکام۔ لیڈران قوم

علما و فضلا۔ عوام الناس بلا امتیاز مذہب و ملّت یکساں طور پر آپ کا احترام کرتے ہیں۔ برٹش گورنمنٹ آپکو مانتی ہے۔ حکام آپ کی وقعت کرتے ہیں۔ اور گورنر جنرل ہند حضور وائسرائے بہادر بھی بخوبی واقف ہیں۔ تمام برٹش انڈیا میں آپ کو اسلحہ رکھنے کی اجازت ہے۔ انگریزی۔ اُردو۔ گجراتی۔ ہندی اخبارات و رسایل ہمیشہ آپ کا ذکر احترام کے ساتھ کرتے ہیں۔ انگریزی اخبارات آپکے نام نامی کیساتھ ہمیشہ لفظ "ہز ہولی نس" (تقدس مآب) کا اضافہ کرتے ہیں۔ مختصر طور پر بعض اخبارات کی وہ عبارت جسمیں حضرت پیر صاحب کا ذکر ہے۔ درج کی جاتی ہے:۔ روزنامہ اخبار اسلام بمبئی رقمطراز ہے۔ "مانگرول کی گدی والے عالی جناب پیر موٹا میاں صاحب سے اس علاقہ میں شاید ہی کوئی ناواقف ہو۔ آپ کی ایک نہایت ہی باعظمت گدی یا خانقاہ کے سجادہ نشین اور مذہبی پیشوا ہیں۔ اس خانقاہ کے متعلق تقریباً دو لاکھ مرید اور خدام ہیں۔ اس گدی پر نہایت ذی شان و اہل دل بزرگ گذر چکے ہیں۔ جنکے پاک و مقدس کارنامے اور خرق عادات روز روشن کیطرح صفحہ ہستی پر چمک رہے ہیں۔

انگریزی کا ایک مشہور ہندو اخبار "امرت بازار پتر کا" مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۱۰ء لکھتا ہے کہ "مانگرول کے پیر موٹا میاں صاحب جو دو لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہیں اپنے اہل ملک کی درستی اخلاق میں عملی سرگرمی ظاہر کرتے ہیں۔" "بمبئی کرانیکل" مورخہ ۲ ار نومبر ۱۹۲۰ء مظہر ہے کہ "مانگرول کی مشہور چشتیہ گدی کے سجادہ نشین پیر موٹا میاں صاحب جو لاکھوں مسلمانوں کے پیر ہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی ہیں۔" مختصر یہ کہ اس صوبہ کے تقریباً تمام اخبارات آپکے حسن عمل اور

حسن اخلاق کے گرویدہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ آپ کی تعریف میں کالم کے کالم بھرتے رہتے ہیں۔

گجراتی زبان کے شاعروں نے آپ کی شان میں قصیدے لکھے ہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں آپ کی گائے پالنے کی مشہور اور کامیاب اسکیم کے متعلق مشہور ہندو اخبارات نے نہ صرف آپ کا تحریری شکریہ ادا کیا بلکہ مسلمہ ہندو لیڈروں کے متعدد جلسے ہوئے اور ایک بہت بڑا جلسہ بمبئی میں زیر صدارت پنڈت مدن موہن مالویہ منعقد ہوا۔ جسمیں آپ کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اسکیم کی کامیابی پر مبارکباد اور سپاسنامہ و تمغہ پیش کیا گیا۔ لیکن حضرت پیر صاحب قبلہ نے نہایت قابلیت سے تقریر کرتے ہوئے بکمال انکسار فرمایا۔ کہ انہوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اسلئے وہ کسی شکریہ یا تمغہ کے مستحق نہیں ہیں۔ تمغہ واپس دیا گیا۔

یہ سب بزرگی اور عظمت آپنے مخلوق کی خدمت کرنے کی وجہ سے حاصل کی ہے برٹش گورنمنٹ اور امراو رؤسا اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ آپ ایک کام کرنیوالے شخص ہیں۔ لوگونکو بہترین اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور اُنکی صحیح رہنمائی کرتے ہیں سچ ہے۔ ع

"ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد"

خداوند کریم آپکی ذات کو اس سے بھی زیادہ ہمارے لئے مفید بنادے۔

پبلک کا جوش عقیدت

اب ہمارے سامنے آپ کی زندگی کا وہ روشن پہلو ہے جو پبلک سے متعلق ہے۔ آپ پبلک کے زبردست کارکن ہیں۔ اور نہایت عظیم الشان خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپنے اپنے دینوی

عیش و آرام کو ترک کرکے اپنی زندگی کو اسی لئے وقف کر دیا ہے۔ ہر وقت اہل حاجت کا آپ کے گرد مجمع رہتا ہے۔ آپ نہایت شفقت اور محبت سے اپنا ذاتی کام چھوڑ کر اُنکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُنکی غرض معلوم ہونے کے بعد ہر ممکن طریقہ سے اُنکی امداد کرتے ہیں۔

اخلاق و تواضع۔ خلوص و ایثار۔ علم و عمل۔ عجز و انکسار۔ یہ تمام بے پناہ حربے قدرت نے آپ کو نہایت فیاضی سے عطا کئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں پتھر کو بھی پانی کرکے بہادیں۔ دل غریب کس شمار میں ہے۔ اس لئے آپ کو پبلک میں جو غیر معمولی ہر دل عزیزی حاصل ہے۔ الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ لیکن باوجود اس قدر زبردست اثر ہونے کے۔ آپ کبھی اپنے ذاتی کام کے لئے کسی کو تکلیف نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا حلقۂ اثر دن بدن وسیع ہوتا جاتا ہے۔ ہندوستان کے قریب کے جزیروں میں بھی آپکے مرید کافی تعداد میں موجود ہیں۔

ہندو اور پارسی وغیرہ آپ کا مرتبہ کسی اوتار سے کم نہیں سمجھتے۔ غرض کہ ہر مرتبہ اور حیثیت اور ہر مذہب و ملت کے لوگ آپ کی ذات سے مستفیض ہوتے ہیں اور آپ کو اپنا صحیح رہنما خیال کرتے ہیں۔

حضرت پیر صاحب قبلہ کی تبلیغی و عملی زندگی

تعلیم و تربیت کے عنوان میں ذکر کیا جاچکا ہے کہ آپ گجراتی، اُردو، فارسی، عربی و انگریزی و سنسکرت زبانوں میں کافی مہارت مختلف مذاہب میں پوری معلومات اور فن تقریر و تحریر پر پورا عبور رکھتے ہیں۔ آپ کی تقریر میں جادو کا اثر ہے

گجراتی زبان میں آپ نے دس کتابیں حقانیت اسلام کے پاکیزہ موضوع پر تصنیف فرمائی ہیں۔ روحی فداہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری بھی مُرتّب کی ہے۔ مُلک میں یہ کتابیں بہت مقبول ہیں۔

آپ میں وہ تمام صفات جو ایک مبلغ کے لئے ضروری ہیں۔ موجود ہیں۔ تحمل و بردباری کی یہ حالت ہے کہ لوگوں کی سخت سے سخت بات کو بھی نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ آپ اپنی خداداد عقل و ذہانت کی مدد سے ایک حاذق و قابل طبیب کی طرح طبیعت کا اندازہ کرکے مرض کو تشخیص کر لیتے ہیں۔ اور مریض کی حالت کے مطابق صحیح نسخہ تجویز فرماتے ہیں۔ آپکا طریقہ تبلیغ نہایت موثر و عجیب ہے۔ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا۔ مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ بہ کثرت اہل حاجت ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اسلئے ہر وقت آپ کو اپنے کام کا موقع ملتا رہتا ہے۔ طریق استدلال۔ طرز بیان علمی قابلیت۔ خود آپ کی با اثر شخصیت ان سب کا مل جل کر مخاطب پر ایسا زبردست اثر ہوتا ہے کہ وہ مسحور ہو کر رہ جاتا ہے۔ غرض ہر حیثیت سے آپ ایک باکمال اسلامی مبلغ ہیں۔

یہ مقصد خاص ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہتا ہے۔ ہر وقت آپ اس کام میں مشغول رہتے ہیں۔ کبھی اپنے کام سے غافل نہیں ہوتے۔ "دل بیار و دست بکار" کا قول آپ پر صادق آتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اور اہم خدمت بھی آپ انجام دیتے ہیں۔ جس کی فی زمانہ سخت ضرورت ہے۔ موجودہ نظام تعلیم میں مذہبی و اخلاقی عناصر کا فقدان اور تعلیم سائنس کے زہریلے جراثیم کی موجودگی۔ مذہبی

اخلاق کی طرف سے جو روز افزوں بیگانگی ہماری قوم کے نوجوان طبقہ میں پیدا کر رہی ہے۔ اُس کو دور کر کے اُن کے تاریک قلوب کو انوار توحید سے روشن کیا جائے۔

آپ خاموشی کے ساتھ اپنا کام کیا کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ کو کام کرنیکا ڈھنگ آتا ہے۔ اور اسوقت ایسے ہی بزرگونکی ضرورت ہے۔

نئی روشنی کی طلسمی قوت حیرت خیز سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ اور ہمارا نوجوان طبقہ اس طلسم ہوش رُبا کی سیر میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے آہ۔ کیا کیا اُمیدیں ہم کو اپنے نئے تعلیم یافتہ نوجوان سے تھیں۔ جو اس طلسمی قوت سے اس درجہ مسحور ہو رہے ہیں۔ ہر بات میں بلا سوچے سمجھے یورپ کی تقلید ہے خدا سے انکار۔ نبی سے انکار۔ مذہب سے انکار۔ ہر بات میں ایک جدّت چاہتے ہیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ باوجود سعی پیہم و عزم صمیم اس طلسم کو توڑنے کیلئے حضرت پیر صاحب قبلہ کس قسم کی سخت و صعب منزلوں سے گذر رہے ہیں۔ اور نوجوانان وطن کو سُراب مغرب سے بچانے کے لئے کس قسم کی جد وجہد کر رہے ہیں۔ اور کیسا زبردست کیرکٹر رکھتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ ہر حیثیت سے اس کام کے اہل ہیں۔ اس وقت ملک کو ایسے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے جو اس لامذہبی اور دہریت کے طلسم سے رہائی دلا سکیں۔ اور اُن تمام جدید اسلحہ سے آراستہ ہوں۔ جنکی اس طلسم کشائی کیلئے ضرورت ہے۔

حضرت پیر صاحب قبلہ کی کشف و کرامات

آج کل جبکہ خدا کا انکار کیا جاتا ہے۔ معجزات کو

جھٹلایا جاتا ہے۔ تو پھر کشف و کرامات وغیرہ کو کون مانتا ہے۔ اسلئے قصداً اُس قسم کی باتوں سے اس مختصر رسالہ میں گُریز کیا گیا ہے۔ بہرحال حضرت پیر صاحب قبلہ کی سب میں بڑی کرامت یہ ہے کہ آپنے مخلوق کی خدمت کے خیال سے عہدۂ وزارت کو خیرباد کیا۔ دوسری کرامت آپ کا اخلاق اور منکسر مزاجی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ کی درویشانہ منکسر مزاجی اور اخلاق کا اثر کسی کرامت سے کم نہیں ہے۔ تیسری کرامت آپ کی عملی زندگی ہے۔ آپ کے اصول زندگی میں عمل کا کیا مرتبہ ہے۔ دیکھنے اور صحبت میں رہنے ہی سے پوری معلومات اس کے متعلق حاصل ہو سکتی ہے۔

مذہب قوت عمل میں پوشیدہ ہے۔ یا مذہب عمل کا دوسرا نام ہے جان قربان اُس ہادی برحق پر اور دل نثار اُس مخبر صادق پر جس نے اپنی اُمت اپنے اصحاب۔ اپنے عزیزوں اور اپنی پیاری اکلوتی بیٹی کو عمل کی تاکید کی ہے۔ جس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمل کے سوا کوئی دوسری چیز نسب وغیرہ کسی انسان کو مصیبت سے نہیں بچا سکے گی لیکن ہمارا نفس ہم کو عمل سے روکتا ہے۔ اگر اس کو سکون و اطمینان اور رضا و تسلیم کی خلعت مل جائے تو وہ تمام حقوق و فرایض کو خوشی سے بجالاتا ہے۔ اپنے تمام خوبصورت مکر۔ خوشنما پھندے۔ حسین تر بن فریب بھول جاتا ہے۔ اور مستعدی سے رضائے الٰہی میں ہمیشہ سرگرم رہتا ہے۔

حضرت پیر صاحب قبلہ کی بے نفسی۔ عملی سرگرمی اور فرض شناسی آپ کی اُس زبردست ہردل عزیزی سے ظاہر ہے۔ جو آپ کو ہر طبقہ۔ ہر مذہب و

ملت اور ہر خیال کے لوگوں میں نہایت تھوڑی مدت کے اندر حاصل ہوئی ہے۔ مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی جیسے مشہور بزرگ نے آپ کے متعلق اپنے روزنامچہ میں جو رائے ظاہر کی ہے۔ اُس سے اندازہ ہوگا کہ آپنے کیسی مہتمم بالشان خدمات تھوڑی مدت کے اندر انجام دی ہیں۔ جو کسیطرح اعجاز سے کم نہیں۔ خواجہ صاحب کی رائے کا اقتباس درج ذیل ہے۔

ہفتہ وار روزنامچہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۳۳ء

"گجرات کے مشہور پیر موٹا میاں صاحب چشتی بھی دفتر عادل میں تشریف لائے تھے۔ پہلے مکان پر ملنے بھی گئے تھے۔ آج کل اُن کا قیام ہری پورہ سورت میں ہے۔ اور تقریباً ایک لاکھ ہندو اور بھیل اچھوت و پارسی وغیرہ۔ غیر مسلم لوگ اُن کے ہاتھ پر چشتیہ خاندان میں بیعت ہو چکے ہیں۔ میری ان کی بہت قدیمی ملاقات ہے۔ فاطمی دعوت اسلام میں جو طریقے مشایخ قدیم کے۔ تبلیغ اسلام کی نسبت میں نے لکھے ہیں۔ اُن سے زیادہ نئے نئے طریقے ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ اُن کا مقصد اچھوت قوموں کی اصلاح اور مختلف مذاہب میں اتحاد پیدا کرنا ہے۔ پہلے یہ ایک ریاست میں دیوان تھے نوکری چھوڑ کر یہ دینی خدمت شروع کی اور بہت کامیاب ہوئے۔ بعض لوگ ان کے خلاف بھی ہیں۔ اور افسوس یہ ہے کہ مخالفت مسلمان ہی کر رہے ہیں آج میں نے کہا کہ آپ کے مخالفوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر بالفرض آپ کے کام میں

کوئی ذاتی غرض بھی شامل ہے۔ تب بھی نتایج کے اعتبار سے آپ کا کام ملکی اتحاد اور اسلامی مفاد اور چشتیہ خاندان کی ترویج کے لئے مُفید ہے مُضر نہیں ہے۔ اور دُنیا میں ایسا کون آدمی ہے اور ایسا کونسا کام ہے جسمیں کوئی نہ کوئی ذاتی غرض شامل نہ ہو۔ اُن کے ساتھ سردار سر سلیمان قاسم مٹھا ممبر کونسل آف اسٹیٹ بھی آئے ہیں۔ جو بمبئی کے مشہور بیمن لیڈر ہیں۔ اور جنکو فقرا سے بہت عقیدت ہے۔ اجمیر شریف اور حضرت محبوب آلہی کی درگاہوں کے پرانے معتقد ہیں۔ اور سال میں کئی دفعہ میرے ہاں درگاہ شریف میں آتے ہیں۔ اور میرے مکان پر بھی کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کرچکے ہیں۔ اور میری مجلس میں بھی شریک ہوئے ہیں۔ بھیل جب پیر صاحب کے مُرید ہوتے ہیں تو یہ اُن کے کنٹھی باندھ دیتے ہیں۔ اور اچھوت اقوام کو پیالہ پلاتے ہیں۔ جیسا کہ عیسائیوں میں بپتسمہ اور سکھوں میں امرت چکھانے کا رواج ہے۔"

"خواجہ صاحب کی تمہید مندرجہ کتاب چشتیہ شعاع کا اقتباس"

"پیر صاحب چشتیہ خاندان کے بہت نامور درویش ہیں۔ گجرات و کاٹھیاواڑ میں اُن کے بہت سے ماننے والے ہیں۔ اُن کے فیض سے ہندو مسلمان دونوں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ وہ انگریزی تعلیم یافتہ پیر ہیں۔ اُنھوں نے ایک بہت بڑے عزت کے عہدے کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی ہے اور رات دن خدا کی مخلوق کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ اُن کے مزاج میں بہت

سادگی ہے۔ کسی قسم کا غرور اور تمکنت نہیں ہے۔ جب وہ دہلی میں آئے تو اسٹیشن پر ہزاروں ہندو مسلمانوں نے اُن کا استقبال کیا۔ ہندو مسلمان ہاتھوں میں جھنڈے لئے ہوئے نعرے لگا رہے تھے۔"

حسن نظامی ۱۶ر جون ۱۹۲۴ء

اس کتاب کے آخیر میں دوسری مرتبہ پھر خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں

"پیر صاحب موصوف درحقیقت صوبہ گجرات و کاٹھیاواڑ میں آفتاب چشتیہ کی کرن اور شعاع ہیں۔ میں نے رسالہ دین ودنیا اور درویش میں پیر صاحب کے متعلق کچھ لکھا تھا اور میں چاہتا تھا کہ وہ مضامین بھی اس کتاب میں آجائیں گے۔ افسوس ہے کہ وہ پرچے دستیاب نہ ہوسکے میرے خیال میں پیر صاحب کی زندگی بہت غنیمت ہے۔ اور اُن کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اُن کو ہندو قوم سے تعصب نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہندو قوم کے دلی خیر خواہ ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے دایرہ عقیدت میں بیشمار ہندو شریک ہیں۔"

آپ کی مقدس و محترم ہستی سے ملا رموزی جیسے مشہور بزرگ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور جس انداز خاص سے مُلّا صاحب نے حضرت پیر صاحب قبلہ کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے۔ یہاں اُس کا درج کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

رسالہ پیام اسلام جالندھر دسمبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۴

"یہ مقدس و محترم ہستی حضرت عالی صاحب عرفان و فیضان مولٰینا سید متاع الدین عرف پیر موٹا میاں بی۔ اے کی ہے۔ حضرت ممدوح نہ فقط ایک صاحب علم و فضیلت بزرگ ہیں بلکہ خاندانی وقار و فارغ البالی اور دنیوی مراتب کے لحاظ سے بھی ایک بلند و برتر حیثیت کے مالک ہیں۔ حضرت ممدوح دولت اسلامیہ سچین کے صدر اعظم رہ چکے ہیں۔ اور حکومت و ریاست اقتدار و سربلندی کے متعدد مدارج پر کام کر چکے ہیں۔ لیکن ذوق خدا پرستی اور خدمت خلق کا جذبۂ بلند ملاحظہ ہو کہ دنیا کے ان تمام بلند و برتر مراتب کو یک لخت ترک کر کے ایک ایسا اسوۂ عالی پیش کر دیا۔ عشق الٰہی جس کی پیروی ان بندگان زر کے بس کی بات نہیں۔ جو پیری مریدی کے پردے میں کوٹھیاں تعمیر کرنے۔ موٹریں خریدنے اور فرسٹ کلاسوں میں سفر کرنے کی کوششوں میں اور تو اور ایمان تک کھونے چلے جا رہے ہیں۔

مگر حضرت محترم قبلہ پیر موٹا میاں مدظلہ العالی کی مقدس زندگی کا بھی ایک نقطہ رنگین ہے۔ جو ممدوح کو دنیا طلب اقطاب و ارباب تصوف سے بلند تر بناتا ہے۔ کہ حضرت عالی دنیا کی تمام سرفرازیوں کو ٹھوکر لگا کر حب الٰہی اور خدمت خلق کے جذبہ مقدس سے سرشار ہیں اور دوسرے حب الٰہی کے پردے میں دولت جمع کرتے ہیں۔ اور زندگی یا

نفس کے لطف کو حاصل کرنے میں مست ہیں۔ جسکی مثالیں آگے آئیں گی
چنانچہ آپ کا یہی خلوص عمل ہے کہ آج کاٹھیاواڑ گجرات صوبہ بمبئی اور
جنوبی ہند میں آپ کے معتقدین کی تعداد تین چار لاکھ کے قریب ہے
مہاراجہ بڑودہ۔ ہز ہائنس نواب صاحب سچین اور بے شمار راجے
مہاراجے آپ کے پُر جوش چاہنے والوں میں ہیں۔ اور خصوصیت سے آپ کے
تبلیغی فیض سے ہندو اور پارسی مستفید ہو رہے ہیں۔ بس دعا ہے کہ
خدا مسلمانوں میں ایسی جلیل القدر ہستیوں کا اضافہ فرمائے۔"

علاوہ تبلیغ کے آپ نے دوسری نہایت زبردست اسلامی خدمات
بھی انجام دی ہیں۔ جن میں سے چند یہاں درج کی جاتی ہیں گائی کی پرورش
کے متعلق۔ آپ کی اسکیم سے جو "ہر گھر میں ایک گائے" کے نام سے مشہور ہے
ہندو مسلم اتحاد کی بنا پڑی۔ جس کی سخت ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ آپکی
یہ اسکیم اس قدر مشہور ہوئی ہے کہ تقریباً صوبہ کے تمام سربرآوردہ
ہنود اور ہندو اخبارات نے آپ کا جگہ جگہ جلسے کرکے فرداً فرداً شکریہ
ادا کیا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد پر اس اسکیم کا ایسا زبردست اثر ہوا اور
اس قدر تقویت پہونچی ہے کہ سکریٹری صاحب سنٹرل خلافت کمیٹی نے
ایک خط آپ کو لکھکر اس کا اعتراف کیا ہے۔ اور اُس خط میں آپ کی
دوسری قیمتی آنریری خدمات کا بھی اعتراف کیا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً آپ
مسلمانوں کے واسطے کرتے رہے ہیں۔ باوجود کثرت مشاغل کے آپ اِن
خدمات کے لئے وقت نکال ہی لیتے ہیں۔ اِس سے پایا جاتا ہے کہ آپکو مذہبی

خدمات کی انجام دہی سے کس قدر شغف ہے۔ اور ان کاموں میں آپ کس حدتک منہمک رہتے ہیں۔

دریائے نربدا و تاپی کے دوآبہ میں تقریباً باونؔ قصبوں کے اندر بوہرہ حضرات آباد ہیں ان کا مذہب اہل سنت سے تعلق ہے۔ مدت دراز سے اس جماعت میں نفاق کی آگ سلگ رہی تھی۔ قاعدہ ہے کہ آگ پر جب پانی ڈالا جاتا ہے تو وہ اور زور سے بھڑکتی ہے۔ اسیطرح جتنی کوششیں اسکے بجھانے کی کی گئیں اور زیادہ تیز ہوئی۔ کسی کے بجھائے نہ بجھی۔ لیکن ہر ابتدا کی ایک انتہا اور ہر آغاز کا ایک انجام ہے۔ آخر کار اس کے بجھنے کا وقت بھی آہی گیا۔ حضرت پیر صاحب قبلہ نے اس کو فرو کرنیکا بیڑا اٹھایا۔ آپ نے اپنی خداداد ذہانت اور عقل سلیم کی مدد سے معاملہ کے تمام پہلوؤں پر پیشتر ہی بخوبی غور کرلیا تھا۔ اس لئے ایسی خوبصورتی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا کہ لوگ حیرت میں رہ گئے۔ اور اس موقع پر آپ کے مخالفوں کو بھی آپ کی تعریف کرنی ہی پڑی۔ آپ نے ایک کتاب "**پیغام صلح**" تصنیف کی۔ جس کے ذریعہ سے اتحاد و اتفاق اور صلح و آشتی کے فوائد اور آپس کی پھوٹ کے نقائص بخوبی اُنکے ذہن نشین کر دئے۔ اس اثنار میں آپ ان لوگوں کو برابر سمجھاتے رہے۔ جب دیکھا کہ تیر نشانہ پر ٹھیک بیٹھنے لگا ہے تو آپ نے صلح پر زور دینا شروع کیا اور کہہ سنکر آخر کار میل ملاپ کرا ہی دیا۔ اب یہ تمام آدمی بے غل و غش صلح و آشتی اور اخوت و محبت کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ اس صلح سے

ایک بہت بڑی اسلامی آبادی کو اطمینان و آرام میسر ہوا ہے۔ اِس جماعت میں وُہ تمام کروڑ پتی اصحاب شامل ہیں۔ جنہوں نے اپنی دولت سے بڑے بڑے مفید کام کئے ہیں۔ ہندوستان و بیرونِ ہندوستاں کے یتیم خانوں مدرسوں۔ مسجدوں اور دوسرے نیک کاموں میں ہمیشہ زبردست مالی امداد کی ہے۔ اور اپنے روپیہ کو پانی کی طرح بہایا ہے۔ مگر افسوس کہ سوا حضرت پیر صاحب قبلہ آج تک اور کسی مسلمان بھائی نے ایسے زبردست ایثارِ قومی کے لئے اِس قابل مدر جماعت کا شکریہ بھی ادا نہ کیا۔ حضرت پیر صاحب قبلہ کو اِس کا احساس ہوا۔ آپ نے اپنی کتاب "پیغامِ صلح" میں بالتفصیل اِن حضرات کی مہتم بالشان اسلامی خدمات و ایثارِ قومی کا اعتراف کرتے ہوئے اظہارِ تشکر فرمایا ہے۔

اب اِن لوگوں میں نفرت و مخالفت کے بجائے محبت و اخوت کا دریا موج زن ہے۔ اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد جو مدّت دراز سے باہم دست و گریبان رہتی تھی۔ اس وقت شیر و شکر کی طرح ایک ہے اور حضرت پیر صاحب قبلہ کی سعی پیہم کی شکر گذار۔

مسلمانوں کی اصلاحی خدمات انجام دینا مذاق نہیں ہے۔ اسکو وہی اصحاب خوب سمجھ سکتے ہیں۔ جن کو اس قسم کی خدمات انجام دینے کے مواقع حاصل ہوئے ہیں۔ قدم قدم پر دقّتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ ہر شخص کا کام نہیں۔ بڑے حوصلے اور عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔

صد ہزار آفریں حضرت پیر صاحب قبلہ کی ہمّت مردانہ پر۔

آپ مشکلوں کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے استقلال کے ساتھ گھانچی (روغن گر) قوم کی اصلاح میں مصروف رہے۔ اِن لوگوں کا مذہب اہلِ سُنّت ہے اس نواح میں بہ کثرت آباد ہیں۔ اور خاصے متمول لوگ ہیں۔ اِس سے پہلے کسیقدر پست حالت میں تھے۔ مگراب زندگی کے ہر شعبہ، مذہب، تعلیم، معاشرت وغیرہ میں خوب ترقی کر رہے ہیں۔ حضرت پیر صاحب قبلہ کی خصوصیت ہے کہ جس کام کو ہاتھ میں لیتے ہیں نامکمّل نہیں چھوڑتے۔ آپ نے اِس جماعت کے شیرازۂ قومی کو اس قدر باقاعدہ منتظم و متحد کیا کہ بے اختیار آپ کے زبردست مخالف بھی پکار اُٹھے۔ ع:-

اِیں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

حضرت پیر صاحب قبلہ کی حُسنِ کارگذاری اور حُسنِ خدمت سے دولتِ اسلامیہ سچین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

چنانچہ ماہ جون ۱۹۳۴ء کے دربار میں اعلیٰ حضرت ہز ہائنس نواب صاحب بہادر سچین نے۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر چھوٹا اودے پور اور دوسرے امرا و روسا کی موجودگی میں سب سے پہلے آپ کی خدمت میں راج گرُو و شیخ طریقت کا خطاب پیش کیا۔

جمعیتہ منتظمہ عید میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وسلم بمبئی نے ۲۵ جون ۱۹۳۴ء کو اُس پبلک جلسہ کے لئے جہاں ملک کے زبردست مفسر اور ذی علم وسر برآوردہ اصحاب اور تقریباً بیالیس (۴۲) اسلامی انجمنوں کے نمایندے

شریک تھے۔ حضرت پیر صاحب قبلہ کو صدر منتخب کیا۔ آپ نے اپنا فصیح و بلیغ خطبۂ صدارت سُنایا۔ جس سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے اس طرح آپ نے اخوت و محبت اور توحید و رسالت کا پیغام دنیا کو پہونچایا۔ خداوند کریم سے۔ اُس احکم الحاکمین سے۔ اُس قادر مطلق سے اُس ارحم الراحمین سے اُمید ہے کہ وہ حضرت پیر صاحب قبلہ کو اس سے بھی زیادہ نیکیاں اور مخلوق کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس دعا پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں واللہ الموفق المستعان

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ طبع کتاب ہذا

از خطیب العلماء حضرت علامہ مولانا حکیم قاری نذیر احمد صاحب خجندی

مقدس ترین، پیر موٹا میاں
جو مشہور ہیں ہند میں آج کل
یہ تاریخ ہے۔ اُن کے اخلاق کی
کہ شیخ طریقت ہیں وہ بے بدل
مبارک! جواں بخت! ساجد حسین
یہ تالیف ہے آپ کی بر محل

خجندی! چھپی ہے یہ عمدہ کتاب
کہو، جانِ رحمت، متاعِ عمل

سنہ ۱۳۵۳ھ

حضرت پیر موٹا میاں صاحب

ازعالیجناب جناب سیٹھ محمد زکریا صاحب ذاکر منیار

جنرل سکریٹری جمعیتہ منتظمہ عید میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وسلم بمبئی

تقدس مآب سیدنا و مولٰینا خواجہ متاع الدین چشتی عرف پیر موٹا میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ ریاست مانگرول (گجرات) مشہور معروف مذہبی پیشوا ہیں۔ آپ کا حلقۂ رشد و ہدایت بہت وسیع اور مذہب و ملت کی تفریق سے پاک ہے۔ اور آپ کے وابستگان عقیدت کی تعداد تین لاکھ سے زائد ہے۔

آپ کا شمار سادات کرام میں ہوتا ہے۔ اور آپ کا شجرۂ نسب سلطان ابراہیم بن ادھم فرمانروائے کابل "بلخ" بخارا (وسط ایشاء سے) ملتا ہے

سلطان ابراہیم نے اپنی بڑی مملکت اور تخت و تاج کو عبادتِ خدا و خدمت خدا کی خاطر بارگاہ پر بھینٹ چڑھا کر دنیائے اسلام سے "پیر شاہ" لقب حاصل کیا۔ ان کے اخلاق پاک نے بھی اس سلسلۂ فقیری و ترک دنیا کو قائم رکھا۔ اور سبھی اپنے زبردست تقدس کی وجہ سے شہرت حاصل کی۔ اور درجہ ولایت پایا۔

انہیں سے ایک خلف رشید حضرت شعیب نے سلطان محمود شاہ غزنین کے اصرار پر تقریبا نو سو سال قبل ہندوستان آکر یہاں کی سلطنت اسلامیہ کے مذہبی پیشوا کی حیثیت سے پنجاب میں سکونت اختیار کی۔

حضرت شعیب کے شاہی حسب و نسب اور اعلیٰ تربیت سے متاثر ہوکر سلطان نے اپنی ہمشیرہ کو آپ کے ساتھ رشتہ مناکحت میں منسلک کیا۔ وہ آپ کا بڑا احترام کرتا تھا اور آپ کو معتمد خیال کرتا تھا۔

حضرت شعیب کے پوتے حضرت بابا فرید نے جو شکر گنج کے نام سے مشہور تھے سن شعور کو پہونچکر اپنے زمانہ کے درویشوں میں درجۂ اولیت پایا اور اپنے تقدس اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے طول و عرض مملکت میں شہرت حاصل کی۔

آپ کی خدا ترسی اور عالی نسبی نے دہلی کے سلطان شمس الدین التمش کو آپ کا گرویدہ بنایا۔ اور اس محسن و مؤدت کا نتیجہ تھا کہ سلطان کی لڑکی کی آپ کے ساتھ شادی ہوئی

حضرت بابا فرید کا اس طرح مذہبی پیشوائی کے علاوہ دہلی اور کابل کے شاہی خاندانوں سے ظاہرہ طور پر رشتہ قرابت تھا۔

آپ کی زبردست روحانیت اور آپ کے اعلیٰ قرابت دارانہ تعلقات نے آپکو ہر خطۂ ملک میں بڑی شہرت کا مالک بنادیا۔ اولیاء ہند کے سردار سلسلہ چشتیہ کے سرتاج حضرت خواجہ ہندالولی معین الدین سنجری چشتی اجمیری کے جانشین بنکر آپنے نائب ہندالولی سردار اولیاء کی حیثیت سے اپنے آپکے مملکت روحانیہ کی تخت نشینی کا اہل سمجھا اس لئے خواجہ صاحب نے اپنے نائب حضرت قطب الدین بختیار کاکی دہلوی کے مشورہ سے حضرت بابا فرید کو سلسلۂ چشتیہ میں شریک کیا۔ اور اپنے نائب کے وصال کے بعد جانشین مقرر کیا۔

اس طرح ان ہر دو حضرات عالی منزلت کے وصال کے بعد بابا فرید ہندوستان کے روحانی تخت کے مالک اور اولیاء ہند کے سردار قرار پائے اور آپنے بہت سال تک ہندو مسلم مفاہمت کے قیام اور بنی نوع انسان کے ارتفاع کیلئے کوشش کی تادم رحلت خدمت خلق انجام دینے کے بعد پنجاب کے شہر پاک پٹن میں ۱۲۶۵ء میں آپ کا وصال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک نوّے برس سے زائد تھی۔ آپ کا مزار شریف پاک پٹن ہی میں ہے۔

چونکہ آپ سے حضرت صابر صاحب کلیری اور حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی دونوں کو شرف بیعت حاصل تھا۔ اس لئے عقیدتمندان سلاسل صابریہ و نظامیہ بلا امتیاز آپ کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں۔

اسکے بعد بابا فرید کے اخلاف میں سے چند حضرات ملک کا دورہ کرتے ہوئے گجرات پہونچے اور پٹن، احمد آباد، اور کڈی میں کافی عرصہ تک رہنے کے بعد گجرات کے جنوبی حصہ میں داخل ہوئے۔ یہاں کی فضا قومی خدمت کے لئے موزوں ہونیکی وجہ سے انھوں نے بنی انسان کی خدمت اور ان کی روحانی تادیب کی غرض سے مانگرول (جو سورت اور بھڑوچ کے درمیان واقع ہے) میں ایک خانقاہ قائم کی۔

تقدس مآب پیر موٹا میاں صاحب جو مانگرول کی گدی کے موجودہ صدر نشین ہیں بابا فرید کی اولاد سے ہونیکے باعث اس خاندان عالی شان کے

چشم و چراغ ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ آپ کا شمار مذہبی پیشوایان ہند کی صف اول
میں ہوتا ہے۔ آپ کی رگوں میں شاہی عظمت و روحانی بزرگی کا خون دوڑتا
ہے۔ اور یہ اجتماع اوصاف شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ اسکے
علاوہ آپ عالم متبحر ہیں اور آپ کی تادیب و تربیت بہترین طریق پر
ہوتی ہے۔ آپ نے بی۔ اے تک انگریزی تعلیم بھی حاصل کی ہے
اور آپ مصنف اور مقرر بھی ہیں۔ تاہم آپ سیاسیات سے دور
رہتے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں آپ مانگرول کی روحانی گدی پر متمکن
ہوئے۔ اور اپنے سلسلہ کی سرداری حاصل کی۔ اسوقت سے
آپ اپنے اسلاف کیطرح ہر وقت کوشاں رہتے ہیں کہ ہندو
مسلمانوں میں حقیقی مفاہمت قائم ہو۔ کیونکہ آپکا خیال ہے
کہ فلسفۂ اسلام اور فلسفۂ ویدانت کے مابین بنیادی
ہم آہنگی موجود ہے۔ ہر فرقہ کے لوگ آپ کی
بڑی عزت کرتے ہیں۔ اور آپکی ذات ستودہ صفات
کو عزیز رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ سب کی ضروریات
کیطرف بلا امتیاز قوم و فرقہ متوجہ ہوجاتے
ہیں آپکا حلقۂ عقیدت اسقدر وسیع ہے کہ
آپ دیگر پیشواؤں کیطرح باسانی
شاہانہ زندگی بسر کرسکتے ہیں۔
مگر آپ فقیرانہ زندگی کو امیرانہ
شان و شوکت پر ترجیح
دیتے ہیں۔ آپ ہمیشہ
بیکس انسانوں کی خدمت میں مصروف
رہتے ہیں۔ آپ جابجا تشریف لیجاکر دیہات کی ترقی
وصلح آشتی وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ ہم خدائے بزرگ و برتر
سے دست بدعا ہیں کہ آپکو صحت و عافیت نصیب ہو اور آپکے
مراتب و مدارج میں روز افزوں ترقی ہو۔ آمین"

محمد زکریا منیار

ما مداوا مصلیا

من [illegible]ـاهم مال و جاه و طمطراق
سوز خواهم درد خواهم اشتیاق

[illegible]ـر کافر را و دین دیندار را
ذرهٔ دردِ دل عطار را

حضرت خواجه فریدالدین عطار

حامداً و مصلیاً

قسمت کیا ہر ایک کو قسّامِ ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

رحیمی پریس کمانی پورہ [illegible]